الشفیع

رسالہ نمبر ۵

منجانب دار التبلیغ لکھنؤ بیادگار مجدد الدین مروج الشرع

المتین حضرت غفرانمآب طاب ثراہ

مصنفہ فخر الحکماء المتالہین بقیۃ السالفین جناب

قبلہ وکعبہ مولانا سید احمد صاحب علامۂ ہندی

مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی

باہتمام جناب داروغہ سید محمد صاحب

مطبع تصویر عالم لکھنؤ میں شایع ہوئی

یا وجیہا عند اللہ اشفع لنا عند اللہ

(۱) اکثر مخالفین اسلام دربارہ شفاعت جناب رسول خدا صلعم بہت کچھ شبہہ وارد کرتے ہین کہتے ہین کہ کوئی ثبوت عقلی یا نقلی شفاعت کا نہین ہے۔

(۲) یہ بھی کہتے ہین شفاعت نبی اہل کبائر سے اور عاصیون سے متعلق ہے تو لازم آتا ہے کہ رسول اعانت مجرم کرین جو کہ عقلاً قبیح ہے اور خلاف عدالت ہے خدا ایسی شفاعت کو قبول فرمائے اور مجرم کو سزا نہ دے اور اگر شفاعت متعلق ہے نیکون سے تو نیکی کا بدون شفاعت شفیع اجر نہ دینا یہ بھی ظلم ہے اور اگر نیک خود بسبب نیکی کے مستحق اجر ہے تو شفاعت نبی عبث و بے معنی ہے۔ اور یہی حال توبہ کا ہے

(۳) توبہ و شفاعت سے فعل قبیح پر مکلف کو جرأت و جسارت دلانا ہے اور یہ بھی قبیح ہے

(۴) - کذب وعید مین ہو گا اور کذب قبیح ہے۔

الجواب بعون اللہ الملک الوہاب

ثبوت عقلی و نقلی شفاعت کا یہ ہے کہ۔ ہم صبح و شام مشاہدہ کرتے ہین کہ دنیا مین ایک دوسرے سے شفاعت کرتا ہے یہ مادہ سفارش خلقی و طبعی امر ہے جو ہر انسان مین قدرتاً تھوڑا بہت پایا جاتا ہے خصوصاً جنمین مادہ ہمدردی کا زاید ہو بلکہ دنیا مین بقائے امن اسی سفارش و شفاعت پر زیادہ نظر آتا ہے جب ایک ظالم طبیعت کسی پر خواہ نخواہ جابرانہ عمل کرے تو اکثر اوسکو یہی سفارش روکتی ہے جس سے دنیا مین امن قایم ہے اسی سفارش سے اکثر انسان رفتہ رفتہ کہا مانتے ہوے عفو و بخشش کا عادی ہو جاتا ہے۔ اگر شفیع و سفارش کنندہ بد ہین تو انسان کو ایک کے حق کا چھین کر دوسرے کو دلا دینا واجب التعزیر کو چھوڑ دینے کا عادی بنا دیتا ہے اسکی دنیا مین صدہا نظیرین ہین ہر شاہ و شہریار امیر و رئیس بلکہ ہر غریب و فقیر کے یہان اسکی صدہا مثالین ملین گی اسی قدرتی مادہ کے موجود ہونے سے انسان دنیا مین ایک

ہر ملت و مذہب کے لوگون کو دیکھو اپنے بیمار عزیز کو دیکھکر اوسکی صحت کے طالب
ہوتے ہین حکیم و طبیب سے منت و خوشامد علاج کی کرتے ہین خدا سے صحت کی
دعا کرتے ہین اگر منکر خدا ہے تب بھی دل اوسکا ضرور ایسے شخص کیطرف مضطرب
ہوکر متوجہ ہو جاتا ہے جو شفا دہندہ ہے وقت اضطراب مین بیشک اوسکا قلب
یہ کہنے لگتا ہے کہ کوئی شخص مرض کا دینے والا اور صحت کا دینے والا بھی ہے۔
اے کاش وہ اسکو صحت دیتا کیا یہ شفاعت نہین ہے دعا کرنا بھی شفاعت ہے
خواہ اپنے نفس کے واسطے ہو یا دوسرون کے لیے خدا بھی فرماتا ہے ادعونی
استجب لکم۔ تم ہمسے دعا کرو ہم دعا کو مستجاب کرینگے۔ پھر فرماتا ہے وإذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان
فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلہم یرشدون جب بندے میرے سوال
کرتے ہین مین اوس سے قریب ہوتا ہون تاکہ اوسکی ندا کا جواب دون اور دعا
اوسکی قبول کرلون پس تمکو بھی لازم ہے طاعت و عبادت کے واسطے
جب تمکو پکارون تو لبیک اجابت کہو اور مجھ پر ایمان لاؤ شاید اسوجہ سے
رستگار ہو۔ اگر خداوند کریم صادق ہے اور یہ کلام اوسکا برحق ہے (اور
ضرور وہ صادق ہے اور کلام برحق ہے) پس ضرور وہ ہر دعا کو سنتا ہے اور
بنا بر اپنی مصلحت و مشیت کے دعا کو قبول بھی فرماتا ہے۔ خصوصًا وہ لوگ جو
اوسکے مقرب بندہ ہین اور مستجاب الدعوات ہین اونکی ہر دعا قبول و مستجاب ہے
اپنے عقیدہ سے قطع نظر کرکے تواریخ و سیر کی کتابین دیکھو تو کوئی دعا پیغمبر کی
ایسی نہ پاؤگے جو مقبول نہ ہوئی ہو بلکہ ہر دعا کا مستجاب ہونا علامت نبوت
ہے اگر خدا مجیب الدعوات ہے اور انبیا مستجاب الدعوات ہین اور ہمدردی
کرنا قوم سے اعلی درجہ کی صفت ہے اور قوم کی سفارش کرنا بڑی ہمدردی
ہے تو انبیا بھی اس صفت سے متصف ہونگے اور اونسے زائد کوئی ہمدرد قوم

[illegible] بھی [illegible] قبیح ہوگا اور کوئی
محال عقلی نہ ہوگا۔

دنیا کا چلن اشفاعت پر چلتا ہے جس کسیکا کسی کے روبرو کہا سنا بہت چلتا ہو ضرور وہ سفارش بھی کرے گا بشرطیکہ شفیع مین مادہ ہمدردی بھی ہو بلکہ زیادہ تر ہر شخص کی محبت و دوستی کا مدار اسی پر ہے ہر شخص کو بجائے خود بھروسا ہوتا ہے کہ دوست ہمارے کہنے کو نہ ٹالیگا۔ عقلاً بھی یہ خلاف انصاف ہے کوئی پابند تہذیب واخلاق اس امر کو جائز نہ رکھیگا کہ اپنی رضاجوئی کا طالب اپنا مخلص و مطیع و فرمانبردار سچا دوست کسیکی سفارش کرے کچھ کہے اور ہم نہ مانین اگر یہ امر خلاف عدالت و انصاف اور صفت ذمیمہ ہے تو خدا کو عادل اور ہر صفۃ ذمیمہ و قبیحہ سے منزہ سمجھتے ہین وہ کیونکر اس صفۃ قبیحہ سے متصف ہو سکتا ہے کہ دوستون کی دعا کو نہ سنے اور شفاعت کو قبول نہ کرے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس دربار شاہنشاہ جبار و قہار تک ہماری رسائی ناممکن ہو خواہ مخواہ مقربان سلطانی ذریعہ و واسطہ ہماری عرض و معروض کا ہونگے۔

اسی اصول پر نظر کر کے ہر مذہب مین دیوے و دیوتا۔ امام پیغمبر۔ و پیر۔ اولیاء کی موافق ہر مذہب کے پوجا پاٹ نذر و نیاز دعا تعویذ ہوتے ہین جسکا یہی مطلب ہوتا ہے کہ نیک بندہ پرمیشور۔ یا خدا۔ گاڈ۔ یا یہواہ۔ سے وقت مصیبت مین ہماری شفاعت و سفارش کرین گے ہمیشہ سے یہ اصول ہر قوم کے مدنظر رہا ہے اپنے اپنے دیوتا امام پیغمبر پیر اولیا کو شفیع سمجھتے رہے ہین ہر مذہب و ملت مین ہمکو اسکی صدہا نظیرین ملین گی۔ ہنود و مذہب مین ہے۔

(۱) وید اے پرمیشور مجھے سچے نیک چلن اور دہرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو آپ مجھکو ہمت دیجیئے کہ میرا یہ سچے دہرم کا عہد آپکی عنایت سے پورا ہو مین آج سے سچے دہرم کی پابندی اور جھوٹے کھوٹے چلن سے اور ادو دہرم سے دوری

(۲) سری نارد جی عالم فانی کی سیر کرتے بیکنٹھ کو سری بھگوان جی سے عالم فانی کے مصیبت زدون کی سفارش کے لیے روانہ ہوے اور بھگوان جی کی بہت ڈنڈوت کرکے انکی شفاعت کی کشن نے ست نارائن کا ایک برت تعلیم کیا۔

(۳) یجروید مین ہے کہ ہوم کے پدارتھون کو لوگ استھان مین پہونچانے والا اگن ہے (یجروید [illegible]) کیا یہ سفارش نہین ہے۔

(۴) وہ پاپیون سے پنگت کو براہمین پوتر کرتا ہے اور اپنے سات پشت اوپر کی اور سات پشت نیچے کی پوتر کرتا ہے اور تمام پرتھوی کو اکیلا دھارن کرسکتا ہے (منو [illegible]) یہان نہ سفارش کی ضرورت نہ خدا کی پرواہ برہمن صاحب خود پوتر کردینگے ایک برہمن ساری دنیا کو دھارن کرسکتا ہے۔

(۵) وید کی شفاعت دیکھئے جس طرح بی انتہا پانی مین ڈھیلا ڈالو تو جلد غائب ہوجاتا ہے اسی طرح سے سب پاپ تینون وید کے پڑھنے سے ڈوب جاتے ہین (منو [illegible]) اب بیبل کے ہدایات پر نظر کرو۔

(۱) اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے امت کے گناہ بخشدیجیے جیسا کہ تو مصر سے لیکر یہانتک بخشتا رہا ہے خداوند نے فرمایا کہ مینے تیرے کہے سے بخشا (گنتی ۱۴ درس ۱۹ و ۲۰)۔

(۲) قہر الٰہی کے دفع کے لیے شفاعت حضرت موسیٰ کی مقبول ہوئی (گنتی باب ۸ و ۹)

(۳) تب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو جلد بلایا اور کہا کہ مین خداوند تمہارے خدا کا گنہگار ہون سو اب مین تمہارے منت کرتا ہون فقط اس مرتبہ میرا گناہ بخشو اور خداوند اپنے خدا سے شفاعت کرو کہ فقط اسی موت کو مجھ سے دور کرے چنانچہ وہ فرعون کے پاس سے نکل گیا اور خداوند سے شفاعت کی اور خداوند نے پچھوا آندھی بھیجی جو ٹڈیون کو لیگئی تھا (خروج باب ۱۰ درس ۱۶-۱۹)

(۵) کیونکہ بہت سے لوگون نے افرائیم مین سے اور منسی مین اور اشکار مین سے اور زبولون سے اپنے کو پاک نہین کیا تھا اور اوسکے برخلاف جو لکھا ہوا ہی فسح کہایا لیکن حزقیاہ نے اونکے لیے دعا کی اور کہا اے خداوند کریم تو ہر ایک کو جیسے خدا کو جو اوسکے باپ دادونکا خداوند خدا ہے ڈہونڈنے کو دل لگایا ہے صاف کر اگرچہ بیت مقدس کی طہارت سے پاک نہ ہوا ہو اور خداوند نے حزقیاہ کی سنی اور لوگون کو معاف کیا (تاریخ ۲ باب ۳۰ درس ۱۸ الغایتہ ۲۰)

اس مقام پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ دنیاوی شفاعت ہے آخرت مین کوئی انسان شفاعت نہین کر سکتا اسکا جواب یہ ہے کہ جس طرح گناہون کا معاف کرنا خدا سے دنیا مین ہے ویسا ہی آخرت مین ہے پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا مین خدا تک رسائی ہو اور آخرت مین رسائی نہ ہو پس جو خدا کے قایل ہین اونکو اس امر کے قبول کرنے سے چارہ نہین کہ خدا کے خاص و مقرب بندہ شفاعت کرتے ہین اور خدا اونکی شفاعت کو سنتا ہے جو لوگ نبوت جناب ختمی مرتبت (روحی و ارواح العالمین لہ الفداء) کے قایل ہین وہ بہلا کب اس امر سے انکار کر سکتے ہین کہ وہ جناب شفاعت پیش خدا نفرماوینگے۔ تاوقتیکہ نبوت کا انکار نہ کرین یا حشر و نشر و قیامت کے منکر ہون جبکہ ہر مذہب و ملت مین شفاعت کا اعتقاد فرض ہے تو ہم کیا نئی بات کہتے ہین پس مسلمان تو ہرگز اپنے اسلام کو باقی رکھکر منکر شفاعت نہین ہو سکتا درصورت انکار مخبر صادق کے صدق سے انکار اور تکذیب کلام الٰہی لازم اویگی پھر مومن و مسلم باقی رہنا محض ادعاء لسانی ہے اہل حق و اہل انصاف کی نظر مین ایسا شخص فاسق و فاجر و مکذب مخبر صادق و منکر قرآن مجید ہے۔

ثبوت نقلی شفاعت یہ ہے کہ۔

(۱) قرآن مجید مین ہے "ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ"

کو شفاعت عطا ہوئی

(۲) لا یملکون الشفاعة الا من اتخذ عند الرحمن عهدا (پارہ ۱۶ رکوع ۹) کسیکو اختیار شفاعت نہین مگر جسنے خدا سے اقرار شفاعت لے لیا ہو۔

(۳) یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا (پارہ ۱۶ رکوع ۱۵) اوسدن کسیکی شفاعت نفع ندے گی مگر جسکو خدا حکم شفاعت عطا فرماوے اور پسند کرے جسکی بات اوسکی شفاعت قبول ہوگی۔

(۴) ما من شفیع الا من بعد اذنه (پارہ ۱۱ رکوع ۶) بروز قیامت کوئی شفیع نہ ہوگا مگر بعد حکم خدا جسکو اجازت شفاعت عطا ہوگی وہی شفاعت کریگا۔

(۵) من ذا الذی یشفع عنده الا باذنه (پارہ ۳ رکوع ۲) کون شخص خدا کے سامنے شفاعت کرسکتا ہے مگر وہی جسکو خدا حکم کرے۔

صاف الفاظ مین خدا نے فرمایا ہے کہ ہر کس و ناکس کا یہ کام نہین ہے کہ شفاعت کرسکے بجز اون لوگون کے جنکو حکم شفاعت ہوگا وہی خاص بندے شفاعت پیش پروردگار کرینگے اگر مطلق شفاعت سے انکار ہوتا تو بار بار یہ نہ کہا جاتا کہ وہ لوگ جنکو حکم خدا ہوگا وہ شفاعت کرسکین گے۔ اب چند حدیثین اہلسنت کی معتبر کتابون سے درج کرتے ہین۔

(۱) عطیہ عوفی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے فرمایا رسول نے کوئی قوم آتش دوزخ سے نہ نکالی جاوے گی اہل ایمان سے ہو یا اہل قبلہ مگر شفاعت محمد رسول خدا سے الخبر مسند امام اعظم۔

(۲) انس ابن مالک نے رسول سے سوال کیا قیامت کے روز آپ کسکی شفاعت فرماوین گے۔ رسول اہل کبائر اور اہل عظایم اور خونی لوگونکی (مسند امام اعظم)

(۴) ابی ذاعر نے رسول سے نقل کیا ہے فرمایا میری شفاعت سے کوئی اہل ایمان سے محروم نہ رہیگا یہانتک کہ جہنم مین کوئی نہ رہیگا مگر وہ لوگ جنکا اس آیہ مین ذکر ہے
ما سلککم فی سقر الایہ (مسند امام اعظم)
(۵) ابن مسعود نے کہا کہ خدا ایک قوم پر مومنونکے عذاب فرماویگا پھر اونکو شفاعت رسول سے نجات دیگا (مسند امام اعظم) علاوہ اسکے اور بہت سے روایات ہین جنکو بخوف طول ترک کیا اسی طرح سے شیعون کی معتبر حدیثین کثرت سے ہین بعض مذکور ہوتی ہین۔ (۱) رسولؐ نے فرمایا گناہ کبیرہ کرنے والے میری امت کے میری شفاعت سے نجات پاوینگے (امالی ابن بابویہ) (۲) رسولؐ نے علی سے فرمایا یا علی جب مین مقام محمود مین ہونگا کل کے روز (قیامت کو قریب سمجھ کر) تو تمہارے شیعون کی شفاعت کرونگا تم شیعون کو آگاہ کردو (امالی) (۳) رسول نے فرمایا مین شفاعت اون لوگون کی کرونگا جو گناہ کبیرہ کرتے ہین ہان مشرکین ظالمین کی شفاعت نہ کرونگا (امالی) (۴) جناب سیدہ نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا اے بابا روز موقف اعظم اور یوم اہوال اور یوم فزع اکبر مین آپسے کس مقام پر ملاقات کرونگی فرمایا اے فاطمہ دروازہ جنت پر ملاقات ہوگی اور میرے ساتھ لوائے حمد ہوگی اور مین اپنی امت کی خدائی درگاہ مین شفاعت کرونگا (امالی) (۵) حدیث وسیلہ جو اس باب مین طولانی ہے (بحار۔ امالی)۔
غرض اہل اسلام کو بجز اقرار چارہ نہین اور منکر شفاعت فاسق و فاجر بیدین ہے اور مکذب مخبر صادق و منکر کلام الٰہی ہے قول اوسکا مخالف عقل و نقل ہے اوسکو کافر سمجھنا چاہیے۔
(جواب دوسرے شبہہ کا) پہلے اس امر پر غور کرلو کہ عفو کرنا جرم کا عقلاً جائز ہے یا نہین اسی پر موقوف ہے صحیح ہونا توبہ و شفاعت کا۔
واضح ہو کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہین ایک خدا کا گناہ یعنے اوسکی نافرمانی دوسرے

قاتل کو بغیر اوسکے کہ وارثان ہرگز اپنے اختیار سے ایمن چھوڑ سکتا جبتک وارثان
مقتول معاف نہ کردین اور نہ وہ کسی شخص کو بلا حکم قانون اپنے حکم سے قتل کر سکتا ہے
اسی طرح سے خدا کسی بندہ کے گناہ کو ہرگز معاف نہ کریگا بلکہ اوسکا پورا انصاف
کریگا جبتک وہ معاف نہ کردے دیکھو سورہ مائدہ۔ آیۃ ۵۴ جو کہ شریعت حضرت
موسی کی نسبت خدا نے خبر دی ہے وکتبنا علیهم فیها ان النفس بالنفس
والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن
والجروح قصاص فمن تصدق به فهو کفارة له اور لکھدیا ہمنے اونکو
اوسمین (توریت) کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے
کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخمون کے بدلے برابر پس جسنے بخشدیا تو وہ
کفارہ ہوگیا اوسکے واسطے۔ اسی نظام عدل پر شریعت اسلام بھی ہے اور ہرگز
گناہ اس قسم کے قابل بخشش نہین ہین تاوقتیکہ جسکا گناہ کیا ہے وہی نہ بخشدے
توبہ وشفاعت ایسے گناہ گارون سے ہرگز متعلق نہین ہے۔ اب رہا وہ گناہ جو
خدا کا ہے پس توبہ وشفاعت ایسے گناہ سے متعلق ہے اور
ان گناہون کے عفو مین نہ کوئی الزام شفیع پر ہوتا ہے نہ خود خدا پر انصاف وعدل
یہ ہے کہ ہر شے کو اوسکے اصل مقام پر رکھین توبہ خدا کے آگے گڑگڑانا ہے
عاجزی کرنا۔ رونا۔ ناک رگڑنا۔ اور شفاعت کا مرتبہ توبہ سے بھی
بدرجہا بڑھکر ہے کیونکہ شفاعت وہی شخص کریگا جو لایق شفاعت کرنے کے
ہو اور پیش پروردگار مرتبہ رفیعہ رکھتا ہو پس ظاہر ہے کہ رئیس قوم وسردار
جب اپنی خاطی قوم کیطرف سے روبرو حاکم اعلے کے عجز وانکسار کریگا اور کسی جرم
سے بری کرانا چاہیگا تو یہ توبہ اوس قوم کی توبہ سے زیادہ
پر اثر ہوگی۔ بہرحال اس عاجزی وانکساری کی بھی کوئی جگہ ہے
جسمین اسکو رکھا جاوے اور انصاف وعدل کے معنی پورے ہون اگر یہ عاجزی

عدل نہین کیا سچ پوچھو تو عفو کرنا ایسی حالت مین عدل ہی کا مقتضا ہے ہم دیکھتے ہین کہ سخت دل سے سخت دل آقا بڑا ہی کنجوس و نامہربان ہو وہ بھی اپنے نوکر سے جسکا اخلاص اوسکو کامل طرحسے معلوم ہو توبہ و عاجزی پر خطا معاف کر دیتا ہے حالانکہ اوسکو اوسکے دل کا پورا علم بھی حاصل نہین ہوتا کہ اخلاص سے توبہ کرتا ہے یا نفاق سے لیکن خداوند تعالیٰ جو دلون کے حال سے پورا واقف و مطلع ہے جو بندے کے اخلاص و نیاز و عبودیت سے پورا آگاہ ہے جو سرچشمہ ہر نکی کا ہے وہ نہ بخشے تو سچ جانو کہ ہمارے یہانکے بنیا بقال سے کہین بڑھ کر کنجوس و سخت دل ہوگا اسی طرح سے شفاعت و سفارس سے بڑی بڑی تقصیرین معاف ہو جایا کرتی ہین پس عفو کرنا احسان و تفضل ہے اور احسان کا اچھا اور نیک ہونا محتاج بیان نہین کوئی عقلمند احسان کو قبیح نہ کہے گا کیا کوئی شخص نظام جب بہر عمل کر کے کسیکی خطا معاف کر دے اور اپنے مجرم سے عوض لے تو وہ غیر عادل کہلاوے گا؟ ہرگز نہین ہرگز نہین بلکہ عین ترحم ہے جو کہ قسم دکامل ترحم کی ہے۔ عقاب و سزا حق خدا ہے جائز ہے کہ خدا اوس حق کو ساقط کر دے اسلیئے کہ ترک عقاب مین کوئی ضرر نہین خدا کا نہ کوئی اوسکی مذمت کر سکتا ہے اور عقاب مین ضرر ہے بندہ کا اور ترک ضرر احسان و تفضل ہے اور احسان ہر حال مین اچھا ہوتا ہے بعد اس تقریر کے ہم نبی پر کیونکر اعانت مجرم کا الزام لگا سکتے ہین اور کیونکر سے خدا کو ظالم کہہ سکتے ہین اگر کوئی اپنے حق سے دست بردار ہو اور ضرر بھی نہ ہو تو کسیکا کیا اجارہ ہے دیکھو وید کی ہدایت کو وہ انسانون کو مناسب ہے ادہرم کے چھوڑانے اور دہرم کے قبول کرنے کو راسخ الاعتقادی سے درخواست کرنے پر ماتما جلد ادہرمون سے چھوڑا دہرمون ہی مین مصروف کر دیتا ہے "(یجروید ادھیائی ۴ منتر ۲۸ ترجمہ نونده کیت مطبوعہ ۱۸۹۹ء) پس پرمیشور

یہ بھی اوسیکا حق ہوگا - اعانت مجرم البتہ بدشئے ہے لیکن کس مقام پر ہر مقام پر بری نہین ہے بلکہ بعض موقو پر مستحسن ہے اگر مجرم اپنے جرم پر مصر ہو اور سرکشی ترک نہ کرے تب البتہ اعانت بری ہے اور اگر مجرم صدق دل سے تائب ہو اور دارجرم بھی نہ ہو پھر اوسکی اعانت نہ کرے کیا معنی بلکہ ایسے مجرمونسے بیزاری باعث ہوگی زیادتی جرم کا تو گویا اعانت جرم عدم اعانت مجرم مین ہوگی -

دلیل ہماری یہ ہے کہ مجرم جب ارتکاب جرم سے تائب ہوتا ہے تو اس توبہ کے وجوہ دو ہوتے ہین - یا خوف سزا - یا خوف ملامت و بیعزتی و رسوائی اور جب باوجود توبہ یہ دونون امر باقی رہے تو پھر توبہ کی ضرورت ہی کیا ہے خواہ نخواہ جو شخص ایک جرم کر کے اپنے کو لایق بہت بڑی سزا کا سمجھ لے گا پھر اوسکو جرأت ہو جاوے گی دیگر جرائم کی کیا اکثر مجرمون کو نہین دیکھا ہے جنکو پھانسی یا حبس دوام و عبور دریائے شور کا حکم ہوتا ہے وہ جاتے جاتے دلیرانہ کتنے جرائم کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہین یہی وجہ تو ہے کہ جن مجرمون پر شش سے سخت سزا کا حکم ہوتا ہے اونکی حفاظت و حراست مین بہ نسبت خفیف سزا والون کے زیادہ کوشش ہوتی ہے -

اس سے بھی قطع نظر کرو چونکہ برٹش گورنمنٹ مین یہ امر طے ہو چکا ہے کہ ہر سزا یافتہ بدمعاش سمجھا جاوے اور کبھی سزا یافتہ مستحق کسی عہدہ یا ملازمت کا نہین ہوتا بدچلن سمجھا جاتا ہے اسیوجہ سے پہلے پہل جس پر کوئی دفعہ تعزیرات کی قایم ہونے والی ہوتی ہے تو وہ شخص سخت کوشش کرتا ہے اپنی برأت کی اور مجرم نہین بنا چاہتا اور جہان ایک بار سزا یافتہ ہو چکا پھر کوئی فکر و اندیشہ اوسکو نہین رہتا وہ یہی سمجھتا ہے کہ جہان کوئی شہر میں واقعہ ہوا سب سے پہلے پولیس ہماری ہی خبر لیگی کیونکہ نیک چلنون مین شامل ہونے کی اوسکو توقع نہین رہتی ہے

دیکھکر خائف رہتا ہے لیکن دو ایک سزائین جھیلنے پر کیسا دلیر و جری ہو جاتا ہے
پس یہی حالت پابند شریعت کا سمجھو مثلاً فرض کرو اگر شارب خمر کی توبہ قبول
نہ ہوتی اور اوسکو یقین دلادیا جاتا کہ شفاعت بھی تیری بابت قبول نہ ہوگی
تو اب شرمندگی و ندامت اوسکو کیون ہوگی خواہ نہ خواہ آزادانہ اپنی نجات سے
مایوس ہوکر موافق خواہشات نفسانی اور بھی جرائم کا مرتکب ہوگا۔ اسوجہ سے
خدا نے واسطے قیام امن کے اپنے مجرم کی نسبت فرما دیا ہے وان ربک
لذو مغفرۃ للناس علی ظلمھم ۱۳/۷ خدا صاحب بخشش ہے لوگون کے
واسطے اونکے ظلمون پر پھر فرماتا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ
و یغفر مادون ذلک لمن یشاء ۴/۱۱ خدا نہ بخشیگا شرک کو اسکے علاوہ
ہر گناہ کو بخشدیگا جسکو چاہیگا اور اسی مضمون کو حضرت عیسیٰ نے یون ادا
ادا کیا ہے ؎ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ بنی آدم ؑ کے سب گناہ اور کفر جو وے
بکتے ہین اوسکی معافی ہرگز نہین ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ کے عذاب کا سزاوار
ہوچکا (متی ۱۲/۳۱-۳۲ مرقس ۳/۲۸-۲۹) ان وعدون سے خواہ نخواہ مجرمین
کو پشیمانی کا موقع ملیگا اور توبہ کرکے آئندہ ارتکاب جرم سے بچنے کا ساعی
ہوگا اس پالیسی سے بڑھکر کونسی حکیمانہ پالیسی ہوگی اور اس سے زیادہ انسداد
ظلم کا اور کونسا اچھا طریقہ دنیا مین ہے ہم پوچھتے ہین اگر کسی گورنمنٹ مین
اس قانون کا اجرا کردیا جاوے کہ مجرمون کو مثلاً دس سال بعد ارتکاب
جرم کی سزا دیجاوے اور اسکا بھی یقین دلادیا جاوے کہ جرم کی بخشش
نہ ہوگی تو کیا ایسی سلطنت امن و امان سے بسر کر سکتی ہے ہرگز نہین ؟ تمام
رعایا مین بدامنی ہو جاوے گی اور دس ہی برس کی مہلت ملنے پر تمام
نیک چلن بدمعاش ہو جاوینگے یہی حال پابندان شریعت کا ہے

جرم کو آخرت پر اوٹھا رکھا ہے - ہان یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ دنیا ہی مین
سزا کرکے کیون نہ انسداد کر دیا جاوے تو یہ بھی ہو چکا ہے قرآن مجید اون واقعات
سے مملو ہے امم سابقہ پر برابر عذاب نازل ہوے کوئی مسخ ہوا کسی قوم پر
وبا نازل ہوئی کوئی قحط سے ہلاک کیا گیا کسی پر حاکمان جابر و ظالم کو مسلط
کیا کبھی طوفان آب و ہوا کبھی صاعقہ سے عذاب ہوا موافق نظام عدل کے
دنیا مین بھی سزائین ہوا کین اب تفضلا ہمارے نبی رحمت کی امت
مرحومہ کو فرصت توبہ کی بہی دی گئی اسلیئے کہ تہذیب و شائستگی اس قوم کی بہی
سابق سے زاید ہوگئی ہے اور تمرد و سرکشی بہی پہلے سے نہین رہی ہے جب
عذاب دنیا نازل کرکے اتمام حجۃ کرلیگئی تو کفار و مشرکین کو عذاب اخروی
و سزاے ابدی کی اطلاع دیکر یوم جزاء کا منتظر کر دیا گیا اب سرکشان و متمردان
شریعت اگر توبہ و انابت نہ کرین تو اونسے شفاعت نبی متعلق ہو گی اور نہ عفو خدا
یہی وجہ ہے کہ خدا نے سواے شرک اور اوسکے مرادف کفر کی بخشش کے
علاوہ ہر گناہ کی بخشش کا امیدوار کر دیا ہے اور پھر لفظ لمن لیشاء " اچھا فقرہ
ارشاد ہوا ہے جس شخص کو چاہے بخشدے جسکو چاہے نہ بخشے یہ لفظ ایسے خوف و
رجا کے پہلوؤن کو لیے ہوے ہے جس سے نہ تو مجرم کو جسارت ارتکاب جرم کی
ہوسکتی ہے اور نہ اپنی بخشش سے مایوسی ہماری اس تقریر سے بالکل شبہ
سائل کا برطرف ہو گیا جسکو اوسنے اپنے زعم مین اعانت مجرم خیال کیا تھا -
اب ہم اسکو بھی واضح کئے دیتے ہین کہ نیکوکار بھی محتاج شفاعت ہین -
(۱) کوئی انسان نہین سواے معصوم کے جو پاک ہو اور کوئی خطا عمداً و سہواً
مالک کی نہ کرے (کتاب ایوب ۱۵-۱۵/۱۶) پس جو لوگ ہر طرح سے پاک ہین
یعنی انبیاء و ائمہ معصومین علیہم السلام ضرور اونمین قابلیت شفاعت کی

ہوسکتا ہے کہ ہر شخص ایک خاص جزا کا اوس استحقاق سے زاید جزا پاوے
یہ نہ ہوگا مگر بشفاعت انبیاء۔
اگر پوچھو ضرورت اسکی کیا ہے کہ اپنے استحقاق سے زاید جزا پاوے۔
جواب اسکا وہی تفضل و احسان ہے جو کہ عقلاً ہر طرح سے اچھا ہے خدا ہی
کی نعمتین ہین اوسیکا بہشت ہے اوسیکی عبادت و طاعت کی جزا ہے
اوسکو اختیار ہے کہ محدود و معین جزا کو غیر محدود کر دے کسیکا اس مین
کیا اجارہ ہے نہ یہ ہے کہ دوسرے مستحق محروم ہو جاوین گے نہ یہ ہوگا کہ نعمت
اوسکی کم ہو جاوے۔ بلکہ سچ پوچھو تو استحقاق سے زاید دینا رحیم و فیاض کو لازم
ہے اسلیئے کہ ایسے مزدور کو جسکا کوئی دوسرا اسہارا نہ ہو اوسکی مزدوری بھر دینا
یہ تو عدل ہے اور مقتضائے انصاف ہے اور مزدوری سے زاید دینا سخاوت
و رحم ہے مزدوری و اجرت دینا لائق مدح نہین ہے یہ اوسکا حق ہے جو
دیا گیا مدح سخاوت و رحم تفضل و احسان پر ہیتے ہی اب رہا یہ امر کہ
ضرورت شفاعت کیا ہے بدون شفاعت بھی تفضل و احسان ممکن ہے
یہ سچ ہے بیشک خدا مالک و مختار ہے لیکن استحقاق سے زاید دینا جسطرح سے
تفضل و احسان ہے بندہ پر اوسی طرح سے شفیعون کی شفاعت کیوجہ سے
زیادتی جزا مین تفضل و احسان ہوگا شفیع کے لیے میدان قیامت مین اوسکے
باعزوشان انبیاء علیہم السلام کی عزت و وقعت جو کہ حضور رب العالمین ہے
شفاعت ہی سے ظاہر ہوگی۔ دوسرے یہ دیکھنا چاہیے کہ عقلی قدردانی کا مقتضا
کیا ہے۔ جو چیز جس جگہ کے لایق ہو وہان رکھی جاوے خدا کی مخلوقات مین
جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ ہین حسب مدارج ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے
خدا نے بھی بمقتضائے انصاف و قدردانی ہر ایک کو بقدر شرافت کے
مرتبہ دیا ہے۔ نباتات کو جمادات پر فضیلت ہے خدا نے بھی جمادات کو

خدا نے اسیوجہ سے بمقتضای قدردانی نباتات کا حیوانات کو مالک و متصرف قرار دیا ہے۔ حیوانات مین فرد اشرف انسان ہے عقل کیوجہ سے اسوجہ سے دیگر حیوانات کا اسکو مالک قرار دیا ہے۔

اگر انسان پابند غصہ کا ہے تو کوئی امتیاز اسمین اور درندہ مین نہین ہے اور اگر پابند خواہش کا ہے تو بے دم کا بندا سمجھو پس یہ فردین انسان کی بھی بمقتضا عقلی قدردانی کے محکوم و مملوک ہین اون انسانون کے جو پابند عقل ہین اور جوہر انسانی جنمین بوجہ اتم موجود ہے۔ اسیلئے حکمت اخلاق مین ہے کہ اوستاد کا حق خدا کے حق سے کم اور مان باپ کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ مان باپ اولاد کی جسمانی تربیت کرتے ہین جو کہ دیگر جسمانیات مین بحسب جسمانیت مشترک ہین اور کوئی شرف نہین ہے بخلاف اوستاد کے وہ روحانی تربیت کرتا ہے انسان کو اشرف المخلوقات بناتا ہے پس بعد خدا کے مرتبہ اوستاد کا ہے جس سے عقلی فائدہ پہونچین اور جو کہ عقل کے مقتضا سے تجاوز خواہش یا غصہ کی پیروی نہ کرنے دے اور انسان کو انسان بنادے وہ اخلاقی حکمت کے پیشوا ہین مگر چونکہ انسے بھی بھولے چوکے عقل کے مقتضا سے تجاوز اور خواہش یا غصہ کی پیروی ممکن ہے بخلاف پیمبرون اور امامون کے اونسے بھولے چوکے بھی خطا نہین ہوتی اور وہ عقل مجسم اور خیر محض ہوتے ہین اور بیڑا اوٹھا لیتے ہین عقل کی پابندی اور طرفداری کا اور غصہ و خواہش کی ضد اور برخلافی کا پس خواہ نخواہ یہ اشرف ہونگے جملہ مخلوقات سے۔

اب عقلی قدردانی کے مقتضا کو دیکھو کیا ہے۔

پیمبرون اور امامون کو جملہ مخلوقات سے اس اخلاقی گر پر نظر کرکے وہی نسبت ہونا چاہیے جو اوستاد و شاگرد۔ حاکم و محکوم۔ آقا و غلام۔ مین ہوتی ہے۔

ومعلوم اوستاد وشاگرد مین فرق رکھا جاوے۔
ضرور ہوا کہ بروز قیامت بنابر عقلی قدردانی کے ہادیان دین انبیاء وائمہ معصومین کو مرتبہ شفاعت عطا ہو کہ جو نیک بندونکے اچھے چال چلنون کی شہادت دین اور شفاعت کرین۔
یہ شبہہ ہوتا ہے کہ خداوند کریم عالم ودانا ہے اوسکو کسی شہادت وتصدیق کی ضرورت نہین ہے۔ یہ سچ ہے لیکن اس تصدیق وشہادت سے یہ مطلب نہین ہے کہ ان شہادتونسے خدا علم حاصل کرے گا یا تکمیل کریگا بلکہ ہمارے ہی آگاہ کرنے اور ہماری تکمیل علم کے واسطے ایسا ہوگا اور عقلی قدردانی دکھانے کے واسطے تاکہ معلوم ہو کہ جیسا ہوگا اوسکی ویسی ہی قدردانی کیجاویگی انھین معنون مین اگر مسیح ؑ کی صلیب ہونے کو کفارہ کہین محض اس عقلی قدردانی کی وجہ سے کیونکہ وہ آئین ناموس واخلاق عقلی کی پابندی وحمایت مین گویا تلف ہوے تو درست ہوگا۔
یوحنا حواری کا کہنا کہ ''مسیح کا لہو ہمکو سارے گناہونسے پاک کرتا ہے'' اسکے معنی یہی ہین کہ جو گروہ مقربان الٰہی شفاعت گناہ گارون کی کرینگے اونھین سے شہید بھی ہین اس گروہ نے جو اپنی جان خدا کی راہ مین دی ہے اور اپنا خون اوسکے واسطے نثار کیا ہے اوسکی وجہ سے اونھین شفاعت کا مرتبہ ملے گا حضرت مسیح اگرچہ واقع مین شہید نہین ہوے مگر دشمنون نے اونکی شہادت مین کوئی کسر نہین چھوڑی اور اپنی دانست مین سولی دی اب باینہمہ خدا کا اونھین بچا لینا محض اوسکی قدرت کے عجائبات مین تھا اوسکو بچانا نہ سمجھنا چاہیے لہذا خدا نے اونکو شفاعت کا مرتبہ عطا کیا اور اس مرتبہ کی وجہ سے حضرت مسیح اپنی امت کی شفاعت کرینگے اگرچہ مرتبہ نبوت بھی شفاعت کے لیے کافی تھا مگر مرتبہ شہادت سے انھین اور ترقی ہونا چاہیے اسوجہ سے

[illegible]

بڑا ذریعہ ہے یہ وہ شفاعت ہے جو خدا کی کتابون کے موافق اور عقل کے بالکل
مطابق ہے ورنہ سیاست مدن کے حاکمونکا فرنا ہفت اقلیم کے سلاطین کا قتل
مسیح کی صلیب سے بدرجہا زاید ہوا ہے ہزارون گناہ گارون اور بے گناہونکو
صلیب دی گئی ہے کسی کے کان پر جون بھی نہین رینگتی مرنے کو چیلین کوئی
بھی مرتے ہین کوئی اونکا غم بھی نہین کرتا آدمی کا چالیسوان برسی تیجا سبھی کچھ
ہوتا ہے محض عقلی قدردانی کیوجہ سے جو بہت ضروری بات ہے پس ایسے نیکون
کی موت جو آئین ناموس و اخلاق عقلی کی پابندی مین مارے جاوین ضرور
غم والم بھی اونکی موت کا عقلا عقل کے پابندون اور اخلاق کے خوگرون
کو بہت کچھ ہوگا اور بمقتضای عقلی قدردانی کے موت ایسے شخص کی ضرور کفارہ
گناہونکا ہوگی یا دوسرے الفاظ مین یون سمجھو کہ ایسا شخص روبرو خدا کے
ضرور شفاعت کریگا اور اوسکی شفاعت مقبول ہوگی۔ پس جو افضل ہو حضرت
عیسیٰ سے (یعنے ہمارے نبی اکرم ص) یا جسکا مٹنا ناموس و اخلاق کے پھیلانے
پر اور اوسکے گردنکی پابندی پر زیادہ کٹھن ہو حضرت عیسیٰؑ کی وہمی صلیب سے
بلکہ تمام عالم اور ابتداے عالم سے کیون وہ کفارہ گناہونکا نہ سمجھا جاویگا۔
کیا غریب و بیکس و مظلوم امت کا فدای امام حسینؑ جنکا صبر و استقلال جن کے
مصائب کی نظیر صفحہ عالم مین نہ ملیگی اگر اپنے نانا کی امت کے روبرو خداوند کریم کے
شفاعت کرین تو لایق قبول نہ ہوگی ضرور اسی عقلی قدردانی سے خدا نے شہادت
امام مظلوم کو ذریعہ نجات امت قرار دیا ہی مگر یہ ہمیشہ یاد رہے کہ گناہ سے مراد
وہی گناہ ہے جنکی بخشش کا خدا کو اختیار ہے اور جو قابل عفو ہین نہ ہر گناہ اور
عذاب و ثواب کا مدار چال چلن ہی پر ہے جسکی حضرت آدم کے وقت سے تعلیم
دیگئی ہے بخلاف عیسائیونکے اونھون نے نجات کا مدار رکھ لیا ہے۔ ⁂

ہی تھا دسب پر حضرت یحیٰی کی ہو! ... علامت کی ... قدیم ہے اور حضرت
دستی چلنے کے لیے بھی مابہ الامتیاز ہے درمیان ہمارے اور عیسائیون کے۔
(جواب تیسرے شبہہ کا) مجرم کو توبہ و شفاعت کے سن لینے سے کیا ہر وقت
جرأت ہو سکتی ہے؟ نہین ہرگز نہین۔ بخشش و نجات جب یقینی ہو اوسوقت
مجرم کو جرأت ہوگی نہ ہر حال مین خدا فرماتا ہے ویغفر ما دون ذلک
لمن یشاء یہ کیسا اچھا جملہ ارشاد ہوا ہے جس شخص کو چاہے گا بخشے گا کیونکہ
بخشش اوسیکا حق ہے۔ یہ لفظ خوف و رجا دونون پہلوؤن کو برابر سے تھامی
ہوئے ہے جس سے مجرم کو ارتکاب جرم کی نہ جسارت ہوگی اور نہ مایوس اپنی
بخشش سے کیا معلوم کہ ہمین کو خدا بخشے اور کوئی بھی قطعی طور پر نہین کہہ سکتا
کہ ضرور شفاعت و بخشش ہمسے متعلق ہے چاہے جیسے بھی ہم جرائم کرین اور اگر
کوئی ایسا خیال کرے تو جاہل و سفیہ ہے۔ توبہ اوس شخص کی قبول ہوتی ہے
جو بعد ارتکاب گنہ سے نادم ہو کر دل سے خدا کے ساتھ عہد باندھے کہ آیندہ
ایسا گناہ نہ کرونگا۔ اور جو بدباطن یہ خیال کرکے عمداً گناہ کیا کرے کہ خدا
تواب الرحیم ہے اب گناہ کرلو مرتے وقت توبہ کرلین گے سب گناہ معاف
ہوجاوین گے اور اسطرح سے گناہ کا عادی ہو جاوے اوس مردود کی توبہ ہرگز
قبول نہ ہوگی اوسکے لیے شدید العقاب۔ (سورہ نساء) موجود ہے امر توبہ کو
خدا نے بہت واضح طور پر بیان فرما دیا ہے "انما التوبة علی الله للذین
یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب الله
علیهم وکان الله علیما حکیما ولیست التوبة للذین یعملون
السیئات حتی اذا حضر هم الموت قال انی تبت الان و
للذین یموتون وهم کفار" توبہ اونھین لوگون کی ہے جو برے کام
غفلت سے کر گذرتے ہین پھر فوراً توبہ کرتے ہین نہ اون لوگون کی جو مرتے

اور نہ اونکی جو کفر کی حالت مین مرجاوین اگر بعد مرنے کے توبہ کرین کے تو قبول نہ ہوگی ۔

اور یہی حالت شفاعت کی ہے ہر ایک کی شفاعت نہ کیجاوے گی مگر اوسکی جو اہل اسکا ہوگا ۔

(چوتھے شبہہ کا جواب) کذب وعید کا معارض یہ ہے کہ اگر خدا توبہ یا شفاعت سے نہ بخشے تو کذب وعد لازم آوے گا خدا کا یہ وعدہ ہے کہ عذاب بہت سے گناہونکا زمانہ محدود تک ہوگا بیبل کی بھی یہی ہدایت ہے کہ عذاب دائمی نہین ہے وہ خداوند رحیم و کریم غصہ مین دھیما اور شفقت مین بڑھ کر ہے اوسکا جھگڑنا دائمی نہین وہ غصہ کو ابتک نہین چھوڑتا (زبور $\frac{103}{9-8}$) جب خدا کا وعدہ یہی ہے جسکا یہ مطلب ہے کہ عذاب گناہونکا زمانہ محدود تک ہے تو بعد اوس مدت کے بخشدیا جاویگا اور بہت سے گناہون کو اگر توبہ کرلی ہی تو بدون عذاب بخشدے گا پس وعید اگرچہ جملہ گناہون ہے لیکن مراد اس سے وہی گناہ ہین جنمین انسان بدون توبہ مرے یا وہ گناہ جنکی توبہ نہین ہے مثل ارتداد کے یا وہ گناہ جو حالت شرک مین ہو پس وعید ہرگز جھوٹی نہین ہے خدا ضرور ہر گناہ کی سزا دے گا اگر بغیر توبہ مرے ہین اور اگر دنیا مین توبہ کرلی ہے تو آخرت مین شفاعت کے بعد بخشا جاوے گا کذب وعید کیسا

تمت بحولہ تعالی

احمد النقوی

اعلان دفتر دار القبطیہ سے آٹھ آنہ سے کم کا وی پی روانہ نہین ہوتا اس سے کم کے لیے ٹکٹ آنا چاہیے ۔

دار التبلیغ کے اغراض و مقاصد

(۱) ہر سال بتاریخ انیس ۱۹ رجب المرجب کو ہر شیعہ بستی مین مجلس فاتحہ خوانی اپنے حقیقی محسن ہادی دین رہنمائے مومنین حضرت غفران مآب طاب ثراہ منعقد کر کے اہدائے ثواب کرنا۔

(۲) تبلیغ اسلام جدید تصانیف کی اشاعت اور قدیم ضروری و کارآمد کتابون کی طبع سے۔

جو حضرات ہر سال مجلس فاتحہ خوانی منعقد کر کے دفتر دار التبلیغ کو اطلاع دینگے وہ معین دار التبلیغ کہے جاوین گے۔

جو حضرات کم از کم ایک روپیہ چندہ ماہوار طبع و اشاعت کتب دار التبلیغ کیواسطے عطا کرینگے وہ حامی دار التبلیغ کہے جاوین گے۔

جو حضرات مجلس فاتحہ خوانی برپا کرینگے اور نیز چندہ ماہانہ بھی دینگے وہ مربیان دار التبلیغ سمجھے جاوینگے۔

(نوٹ) دار التبلیغ کو جو چندہ دیا جاویگا وہ کتاب کی صورت مین بعد وضع محصول ڈاک چندہ دہندگان کو واپس ہوتا رہے گا۔

کتب مطبوعہ دار التبلیغ

(۱) ورثۃ الانبیاء حالات جناب غفرانمآب و اولاد اطیاب معہ محصولڈاک قیمت ۱۲ر

(۲) التناسخ ہنود مذاہب کے مسئلۂ تناسخ کا ابطال علاوہ محصول ڈاک قیمت ۲ر

(۳) حیات رضوان مکان سوانح عمری ملاذ العلماء جناب سید بچن صاحب طاب ثراہ 〃 ۱ر

(۴) حیات فردوس مکان سوانح عمری سید العلماء جناب سید محمد ابراہیم طاب ثراہ 〃 ۳ر

(۵) الشفیع ما شفاعت ختمی مرتبت کا عقلی و نقلی ثبوت 〃 ۱ر

(۶) [illegible]